پیمائش کے جنون میں مبتلا ایک نظام

میں نے انہیں ویران اسکول کے کھیل کے میدان کے قریب پرانے نیم کے درخت کے نیچے بیٹھے پایا-شور و غل کی دیوانی دنیا میں ایک خاموش شخصیت۔ بچے ورک شیٹس اور نصابی کتابیں تھامے ہمارے پاس سے تیزی سے گزر رہے تھے، وہ حقائق کو کسی نئے مذہب کے مقدس کلمات کی طرح دہرا رہے تھے: نمبر، گریڈز، امتحانات، رینکس، اور فیصد (percentage)۔

میں ان کے پاس بیٹھ گیا، ایک ایسی بے چینی سے پریشان جس کی میں پوری طرح شناخت نہیں کر پا رہا تھا۔ "میں نہیں سمجھتا،" میں نے آخر کار اعتراف کیا۔ "اسکول ایک سفر کے بجائے ایک دوڑ کیوں محسوس ہوتا ہے؟ سیکھنے کا عمل اتنا کمزور تر، تیز تر لیکن ایک طرح سے خالی سا کیوں لگتا ہے؟"

انہوں نے صدیوں پر محیط صبر سے بھری آنکھوں سے اوپر دیکھا اور نرمی سے کہا، "کیونکہ سیکھنے کے عمل کو 'گنتی' نے یرغمال بنا لیا ہے۔"

ان کے الفاظ نے مجھے چونکا دیا۔ "یرغمال؟" میں نے دہرایا، غیر یقینی کیفیت میں کہ آیا وہ مبالغہ آرائی کر رہے ہیں یا کوئی ایسی حقیقت بیان کر رہے ہیں جسے میں نے ہمیشہ محسوس تو کیا تھا لیکن کبھی نام نہیں دے سکا۔

انہوں نے اثبات میں سر ہلایا "ہم اب ہر چیز کی پیمائش کرتے ہیں اسکور، رینکس، حاضری، رفتار، کالج میں داخلے۔ اور پھر۔۔۔" وہ رکے، ایک پتا اٹھایا اور اسے سوچ بچار کے انداز میں اپنی انگلیوں کے درمیان گھماتے ہوئے بولے، "۔۔۔ہم پیمائش کو سیکھنے کی علامت سمجھ لیتے ہیں۔"

انہوں نے اپنے ہاتھ میں موجود پتے کی طرف دیکھا۔ "تعلیم کبھی جڑوں کی پرورش کرتی تھی۔ اب یہ صرف پتوں کا حساب لگاتی ہے۔"

پیمائش کا دور

میں نے اعتراض کیا، "لیکن پیمائش سے ہمیں یہ جاننے میں مدد ملتی ہے کہ آیا طلباء سیکھ رہے ہیں یا نہیں، کیا ایسا نہیں ہے؟"

وہ مسکرائے حقارت سے نہیں، بلکہ شفقت کے ساتھ، گویا میں نے کوئی ایسا سوال پوچھا ہو جو مجھ سے پہلے کی ہر نسل نے بھی پوچھا تھا۔

"تھرمامیٹر بخار کی پیمائش تو کر سکتا ہے،" انہوں نے کہا، "لیکن درد کی نہیں۔ ترازو وزن کی پیمائش کر سکتا ہے، لیکن صحت کی نہیں۔ اسکور کارکردگی کی پیمائش کر سکتے ہیں، لیکن نشوونما (Growth) کی نہیں۔"

انہوں نے آہستگی سے حوالہ دیا، جیسے کوئی مقدس چیز پڑھ رہے ہوں:

> "ہر وہ چیز جسے گنا جا سکے، ضروری نہیں کہ وہ اہم ہو، اور ہر وہ چیز جو اہم ہو، اسے ضروری نہیں کہ گنا جا سکے۔"
>
> ——ولیم بروس کیمرون

"لیکن ہم نے اسکول کے پورے نظام ہی ایسے تعمیر کیے ہیں،" انہوں نے بات جاری رکھی، "جیسے کہ اس کے برعکس بات سچ ہو۔"

کمزور جڑیں، لمبے پودے

انہوں نے اسکول کے باغ میں دو پودوں کی طرف اشارہ کیا ایک لمبا اور تیزی سے بڑھنے والا، دوسرا چھوٹا اور مضبوط۔

"آج کی اسکولنگ،" انہوں نے کہا، "بچوں کو تیزی سے بڑھنے پر مجبور کرتی ہے۔ گریڈز، کامیابیاں، مقابلہ، دباؤ۔ وہ جلد ہی قد آور نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کی جڑیں کمزور رہ جاتی ہیں۔"

انہوں نے میری طرف معنی خیز انداز میں دیکھا۔ "اور کمزور جڑیں حقیقی طوفانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔"

مجھے یہ بات شدت سے محسوس ہوئی کہ ہم ایسے "کامیاب" بچے پروان چڑھا رہے ہیں جو اتنے نازک ہیں کہ کوئی بھی ناکامی، رد کیے جانا، یا مشکل چیلنج انہیں توڑ سکتا ہے۔

اسکول کیا انعام دیتے ہیں بمقابلہ زندگی کیا تقاضا کرتی ہے

انہوں نے ایک چھڑی لی اور ہمارے سامنے مٹی پر لکیریں کھینچیں:

اسکول کس چیز پر انعام دیتے ہیں	زندگی در حقیقت کیا تقاضا کرتی ہے
یادداشت(Memory)	سمجھ بوجھ(Understanding)
اطاعت(Obedience)	جرات/ہمت(Courage)
رفتار(Speed)	گہرائی(Depth)
مقابلہ(Competition)	تعاون(Cooperation)
درست جوابات(Right answers)	اچھے سوالات(Good questions)
خاموشی(Silence)	آواز/اظہار(Voice)
کارکردگی(Performance)	کردار(Character)

"ہم ظاہری چیزوں کو انعام دیتے ہیں،" انہوں نے کہا۔ "ہم ان دیکھی صلاحیتوں کو نظرانداز کر دیتے ہیں تجسس، خود آگہی، صبر، عاجزی، اور لچک۔ بچے بہترین کارکردگی دکھانے والے تو بن جاتے ہیں... لیکن پریشان انسان۔"

مجھے ایک چھوٹا لڑکا یاد آیا جو گزشتہ ہفتے ریاضی کے ٹیسٹ کے بعد رویا تھا۔ وہ اس لیے نہیں رویا کہ وہ کسر(fractions) کو غلط سمجھا تھا بلکہ اس لیے کہ اسے لگا کہ وہ ناکام ہو گیا ہے، صرف اپنے ٹیسٹ میں ہی نہیں مکمل طور پر۔

میں نے بمشکل تھوک نگلا۔ "ہم ان کے اسکورز کو بہتر کرنے کے لیے ان کی حیرت(wonder) کو نقصان پہنچا دیتے ہیں۔"

انہوں نے نرمی سے اثبات میں سر ہلایا۔ "اور ایسا کرتے ہوئے، ہم اپنے اندر کسی مقدس چیز کو توڑ دیتے ہیں۔"

جب امتحانات سیکھنے کی جگہ لے لیں

میں نے ان سے پوچھا کہ کیا امتحانات غلط ہیں۔

"غلط نہیں،" انہوں نے جواب دیا۔ "بس پوجے جاتے ہیں۔"

انہوں نے ایک دائرہ اور ایک نقطہ بنایا۔ "ٹیسٹ کو سیکھنے کے عمل کا ایک آلہ اور مددگار ہونا چاہیے، نہ کہ اس کا مرکز۔ لیکن ہم نے نقطہ درمیان میں رکھا اور باقی ہر چیز کو کناروں پر دھکیل دیا۔"

انہوں نے اپنی آواز دھیمی کی۔ "جب پیمائش مقصد بن جائے، تو معنی غائب ہو جاتے ہیں۔"

تعلیم کا اصل مقصد

"تعلیم،"انہوں نے مجھے یاد دلایا،"کا لفظ 'educere' سے نکلا ہے یعنی باہر نکالنا، نہ کہ اندر ٹھونسنا۔ اس چیز کو بیدار کرنا جو پہلے سے ہی بچے کے اندر زندہ ہے۔"

انہوں نے اپنے دل کو چھوا۔

"صرف ذہنوں کو نہیں بلکہ دلوں کو سکھانا۔

صرف یادداشت نہیں بلکہ مفہوم۔

صرف جوابات نہیں بلکہ سوالات۔

صرف علم نہیں بلکہ ضمیر۔"

میں نے اسکول کے صحن کے چاروں طرف دیکھا۔ یہ اب مختلف محسوس ہو رہا تھا گویا میں خاموشی میں کھلتی ہوئی خوبصورتی اور المیہ دونوں کو دیکھ سکتا تھا۔

ایک بہتر راستہ

"ہم اسے کیسے ٹھیک کریں؟"میں نے پوچھا۔

"ہم شروعات کرتے ہیں،"انہوں نے نرمی سے کہا،"ان چیزوں کی قدر کرنے سے جنہیں گنا نہیں جا سکتا۔"

انہوں نے آہستہ آہستہ، عقیدت سے ان کی فہرست بنائی، جیسے خزانوں کا نام لے رہے ہوں:

- تجسس
- حیرت
- خود آگہی
- ہمدردی
- ثابت قدمی(Grit)
- عاجزی
- سچائی سے محبت
- پوچھنے کی ہمت
- اشتراکِ عمل(Collaboration)
- آہستہ آہستہ بڑھنے کا صبر

"یہ،"انہوں نے سرگوشی کی،"امتحان کے مضامین نہیں ہیں۔ یہ زندگی کے مضامین ہیں۔"

انہوں نے اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑی اور کھڑے ہو گئے۔

"ایسے اسکولوں کا تصور کریں جو جلد بازی کے بجائے غور و فکر کو انعام دیں۔ تجسس کے جرنلز(Journals)، نہ کہ صرف ٹیسٹ پیپرز۔ ایسے پروجیکٹس جو حقیقی مسائل کو حل کریں، نہ کہ ورک شیٹس جو صرف پرانے مسائل کو دہرائیں۔ ایسے پورٹ فولیوز(Portfolios) جو کردار کی عکاسی کریں، نہ کہ صرف رپورٹ کارڈز۔"

انہوں نے آخری بار میری طرف دیکھا۔ "جب تعلیم محض گننے تک محدود ہوتی ہے، تو بچے نمبروں کا پیچھا کرنا سیکھتے ہیں۔ جب تعلیم کچھ 'بننے' کے بارے میں ہوتی ہے، تو بچے سچائی کی تلاش کرنا سیکھتے ہیں۔"

ان کے آخری الفاظ پتوں سے چھن کر آنے والی شام کی روشنی کی طرح وہیں ٹھہر گئے:

''جڑوں کی آبیاری کرو، درجوں کی نہیں۔

روحوں کی تربیت کرو، نمبروں کی نہیں۔

ہر وہ چیز جو اہمیت رکھتی ہے، اُسے گنا نہیں جا سکتا۔''

اور جیسے ہی وہ وہاں سے گئے، میں نیم کے درخت کے نیچے بیٹھا رہا اب الجھن کا شکار نہیں بلکہ بیدار ہو چکا تھا۔

پہلی بار، میں نے محسوس کیا: تعلیم کے ساتھ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہم کافی پیمائش نہیں کرتے۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہم صرف ان چیزوں پر توجہ مرکوز کرتے ہیں جن کی پیمائش کی جا سکتی ہے یا جنہیں پیمائش کے قابل بنایا جا سکتا ہے اور سیکھنے کے اصل مقصد کو بھول جاتے ہیں جو کہ انسان بننا ہے۔